اَصحاب رسول کی عظمت شان

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہم

اللہ تعالیٰ نے جس دین کو حضور ختمی مرتبت پر مکمل فرمایا اس کی تاریخ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے اسلام کی گنتی شروع ہوئی اور حضرت عمرؓ پر اسلام کا پہلا چلہ پورا ہوا۔ سیدنا حضرت عثمانؓ بنو امیہ کی سیادت اور وجاہت سے رسول ہاشمی کے خدمت گزار بنے اور حضرت علی المرتضیٰؓ نبوت کے زیر سایہ جوان ہوئے۔ ان چار حضرات کے علاوہ اور کئی صحابہ بھی بر سر اقتدار آئے (جیسے حضرت حسن، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) لیکن ان چار بزرگوں میں خلاف افضلیت کے ساتھ چلی، اس لئے ان چار حضرات کو جو شرف وکمال ملا، وہ عقائد اہل السنۃ والجماعت کی اساس ہے اور اس کے گرد پہرہ دینا وہ اپنا دینی فرض سمجھتے ہیں۔ ان کے ذمہ ہے کہ وہ ان پاکبازوں کے گرد بچھائے گئے کانٹوں کو ایک ایک کر کے چنیں اور ابن آدم کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو بطور طبقہ اخلاق فاضلہ کی جلا بخشی تھی اور انہیں کفر، گناہ اور نافرمانی سے دوری صرف از حکم شریعت نہیں از راہِ طبیعت حاصل ہو چکی تھی۔ شریعت کے تقاضے ان کی طبیعت بن چکے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان کو ان کے دلوں کی طلب اور زینت بنا دیا تھا۔ ہمارے اس عقیدہ پر قرآن کریم کی کھلی شہادت موجود ہے۔

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئك ھم الراشدون۔ (پ:۲۲، الحجرات)

ترجمہ: پر اللہ تعالیٰ نے محبت ڈال دی تمہارے دلوں میں ایمان اور کھبا دیا اس کو تمہارے دلوں میں اور لائق نفرت بنا دیا تمہارے دلوں کفر، گناہ اور نافرمانی۔ وہ ہیں راشدین۔

ان تمام پیش بندیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں باہم لڑ پڑیں تو وہ رہیں گی مومن ہی۔ ان کے اختلاف کا منشاء غلط فہمی تو ہو سکتا ہے، لیکن بد نیتی نہیں، سوء اعتقاد نہیں، ایمان اپنی بنیادی شان سے ان کے دلوں میں جگہ پا چکا ہے، ان میں خون ریزی تک دیکھو تو بدگمانی کو راہ نہ دو۔ یہ سب بھائی بھائی ہیں، بدگمانی سے

انتہا تک بچو۔ان میں سے کسی بڑے سے بڑا گناہ دیکھوتو بدگمانی نہ کرو۔اس کا ظہور بتقاضائے فسق نہیں ہوا۔محض اس حکمت سے وجود میں آیا ہے کہ اس پر شریعت کی ہدایت اترے اور یہ لوگ تکمیل شریعت کے لئے استعمال ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت نماز کی رکعتوں میں بھولنا از راہِ غفلت نہیں تھا، اس حکمت الٰہی کے تحت تھا کہ لوگوں پر سجدہ سہو کا مسئلہ کھلے اور شریعت اپنی پوری بہار سے کھلے۔

سوا ایسے جو امور شانِ نبوت کے خلاف نہ تھے، ان کے حالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالے گئے اور جو گناہ کی حد تک پہنچتے تھے، انہیں بعض صحابہؓ پر ڈالا گیا اور حضرت اس طرح تکمیل شریعت کے لئے بطور سبب استعمال ہو گئے۔ان حالات سے گزرنے کے بعد ان کا وہ تقدس بحال ہے، جو انہیں بطور صحابی کے حاصل تھا اور ان کی بھی بد گوئی کسی پہلو سے جائز نہیں۔اعتبار ہمیشہ اواخر امور کا ہوتا ہے۔اس کے بغیر ان امور اور واقعات کی قرآن کریم سے تطبیق نہیں ہوتی۔یہ بات بالقطع والیقین حق ہے کہ صحابہ میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو غیر ثقہ ہو یا دین میں کوئی بات غلط کہے۔سرخیل محدثین حضرت علامہ عینیؒ (۸۵۷ھ) لکھتے ہیں:

لیس فی الصحابة من یکذب و غیر ثقه۔(۱)

جب کوئی حدیث کسی صحابی سے مروی ہو اور اس کے نام کا پتہ نہ چلے تو وہ راوی کبھی مجہول الحال نہ سمجھا جائے گا، صحابی ہونے کے بعد کسی اور تعارف یا تعدیل کی حاجت نہیں۔

علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

ان جمیعهم ثقات مامونون عدل رضی فواجب قبول ما نقل کل واحد منهم و شهدوا به علیٰ نبیّه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ (۲)

ترجمہ: سب صحابہ ثقہ اور امانت دار ہیں، عادل ہیں، اللہ ان سے راضی ہوا، ان میں سے ہر ایک نے جو بات اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی اور اس کے ساتھ اپنے نبی کے عمل کی شہادت دی (لفظاً ہو یا عملاً) وہ واجب القبول ہے۔

صحابیت میں سب صحابہ راشد اور مہدی تھے، مگر ان میں سے ایسے حضرات بھی ہوئے جو نظم امور سلطنت میں بھی راشد اور مہدی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اپنی امت کو ان کے نقش پا پر چلنے کی دعوت دی:

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین او کما قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔

یہ حضرت وہی نفوس قدسیہ ہیں جنہیں حضورت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار کہا جاتا ہے۔حضرت مولانا

اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں۔(دیکھئے صراط مستقیم، ص ۱۱۵)

طالب کو چاہئے کہ اپنے تہ دل سے اعتقاد کرلے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ اوالسلام کے بعد حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بڑے یار رضی اللہ عنہم اجمعین تمام بنی آدم سے بہتر ہیں اور اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق ان کی آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت خلافت کی ترتیب کے موافق ہے، مسلمان کو چاہئے کہ اسی ترتیب پر افضلیت کا اعتقاد رکھے اور وجوہ تفضیل کو نہ ڈھونڈے، کیوں کہ وجوہ تفضیل کو ڈھونڈنا دین کے واجبوں اور مستحبوں میں سے بھی نہیں۔

ان چار یار کے علاوہ باقی صحابہ میں تفضیل کی یہ بحث نہیں۔آسمان ہدایت کے سب ستارے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ستارے ایک جیسے نہیں چمکتے، چمک ہر کسی کی اپنی اپنی ہے، لیکن ہے ہر کسی میں روشنی اور تاب، اندھیرا ان میں سے کسی میں نہ ملے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ ہیں جو بطور طبقہ محمود و منصور ہیں۔عام طبقات انسانی میں اچھے برے کی تقسیم ہے، علماء تک میں علماء حق اور علماء سوء کی دو قطاریں لگی ہیں، لیکن صحابہ میں یہ تقسیم نہیں۔صحابہ سارے کے سارے اچھے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے باطن کی خبر دی ہے اور فرمادیا کہ کلمہ تقویٰ ان میں اتار دیا گیا اور بے شک وہ اس کے اہل تھے:

والزمهم كلمة التقوىٰ و كانوا احق بها واهلها۔(پ:۲۶، الفتح، ع:۳)

حدیث میں کلمۃ التقویٰ کی تفسیر لا الٰہ الا اللّٰہ سے کی گئی ہے۔سو یہ بات ہر شک اور شبہ سے بالا ہے کہ کلمہ اسلام ان کے دلوں میں اتارا گیا تھا اور اس کے لئے ان کے دل کی دنیا بلاشبہ تیار اور استوار تھی کہ اس میں یہ دولت اترے اور انہی کا حق تھا کہ یہ دولت پا جائیں۔

سو یہ حضرات ہم احاد امت کی طرح نہیں۔ان کا درجہ ہم سے اوپر اور انبیاء کرام کے نیچے ہے۔انہیں درمیانی مقام میں سمجھو کہ یہ حضرات ہم پر اللہ کے دین کے گواہ بنائے گئے ہیں اور اللہ کا رسول ان پر اللہ کے دین کا گواہ ہے، جس طرح کعبہ قبلہ نماز ہے، یہ حضرات قبلہ اقوام ہیں:

و كذالك جعلنا كم امة و سطاً لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيداً۔(پ:۲، البقرہ، ع:۱۷، آیت:۱۴۳)

خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام مخلوق میں سے کسی کی تعدیل کے محتاج نہیں۔یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جو ان کے باطن پر پوری طرح مطلع ہے ان کی تعدیل کر چکا ہے:

فلا يحتاج احد منهم مع تعديل الله لهم المطلع على بواطنهم الى تعديل احدٍ من الخلق له۔(۳)

ترجمہ: صحابہ میں سے کوئی بھی مخلوقات میں سے کسی کی تعدیل کامحتاج نہیں، اللہ تعالیٰ جوان کے قلوب پر مطلع ہے، اس کی تعدیل کے ساتھ اور کسی کی تعدیل کی ضرورت نہیں۔

ہر وہ قول اور فعل جوان سے منقول نہیں بدعت ہے۔ سو یہ حضرات خود بدعت کا موضوع نہیں ہو سکتے، ان کے کسی عمل پر بدعت کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

كل فعل و قول لم يثبت عن الصحابة رضى الله عنهم هو بدعة۔(۴)

ترجمہ: دین کے بارے میں کوئی قول اور کوئی فعل جو صحابہ سے ثابت نہ ہو بدعت ہے۔

صحابی رسول حضرت حذیفہ بن الیمانؓ (۳۶ھ) فرماتے ہیں:

كل عبادة لم يتعبدها اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا تعبدوها۔(۵)

ترجمہ: دین کا ہر وہ عمل جسے صحابہ نے دین نہیں سمجھا، اسے تم بھی دین نہ سمجھنا۔

جب دین انہی سے ملتا ہے تو ان حضرات کی تعظیم اس امت میں حق کی اساس ہوگی۔ انہی سے قافلہ امت آگے بڑھا ہے اور پوری امت جمعہ اور عید کے ہر خطبہ میں ان کی ثناخوانی کرتی آئی ہے۔ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے وفادار رہے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد:

''دنیا میں انسانوں کے کسی گروہ نے کسی انسان کے ساتھ اپنے سارے دل اور اپنی ساری روح سے ایسا عشق نہیں کیا ہوگا جیسا کہ صحابہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راہِ حق میں کیا۔ انہوں نے اس محبت کی راہ میں وہ سب کچھ قربان کر دیا جو انسان کر سکتا ہے اور پھر اس راہ سے انہوں نے سب کچھ پایا جو انسانوں کی کوئی جماعت پا سکتی ہے۔''

اہل حق ہمیشہ سے صحابہ کی عظمتوں کے گرد پہرہ دیتے آئے ہیں، جہاں کسی نے شک کا کوئی کانٹا لگایا، اہل حق نے ان کے تزکیہ کی کھلی شہادت دی، جہاں کہیں تبرا کی آواز اٹھی، اہل حق تولا کی دعوت سے آگے بڑھے اور نفاق کے بت ایک ایک کر کے گرا دیے۔

حواشی: (۱) عینی علی البخاری، ج:۲،ص:۱۰۵......(۲) کتاب التمہید، ج:۴،ص:۲۶۳......(۳) الکفایہ،ص:۴۶
(۴)......تفسیر ابن کثیر، ج:۴،ص:۵۵۶......(۵) الاعتصام للشاطبی، ص۵۴